# حرمین کے سفرناموں میں ادبی اسلوب

محمد یوسف خان

(مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور)

افسانہ اور ناول نگاری کے بارے میں مذہبی نقطۂ نظر سے شاید دو رائیں سامنے آئیں لیکن اس بات کی تردید شاید ممکن نہ ہو کہ اگر مذہبی امور کو ناول یا افسانہ نگاری کی طرز پر لکھنا شروع کیا جائے اور مذہبی اقدار کا تقدس ملحوظ خاطر نہ ہو تو پھر رشدی کی شیطانی آیات جنم لیتی ہیں.

تاہم حرمین شریفین کی عظمتوں اور امتیازی خصائص نے امت اسلامیہ کے ادبا کو ہمیشہ روحانی غذا مہیا کی ہے۔ چنانچہ ان ادبا نے اپنے اپنے سفرہائے عقیدت ادیبانہ رنگ میں پیش کیے. وہ ادب جو زندگی کا ترجمان' عکاس' نقاد اور زندگی کے مجمل کا مفسر ہوتا ہے. ادیب ایک عام سی بات یا ایک گہری بات کو ایک علامت' ایک اشارے' ایک کنائے' ایک تمثیل اور ایک رمز میں لکھ جاتا ہے.

یہ بات درست ہے کہ عقیدت کی خوشبو دل میں بسانے کیلئے جذبے ادبی کانٹوں میں سجے الفاظ کے محتاج نہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ بات اس وقت دل پر اثر کرتی ہے جب دل سے نکلے لیکن ارشاد نبوی اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً کی روشنی میں جب ایک ادیب الفاظ کا جادو جگاتا ہے تو اس کا کلام دل کے تاروں میں ارتعاش پیدا کرتا ہے ذہن متاثر ہوتا ہے' سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے. یہ ادیب جہاں سے ہو کر آیا ہے دوسرے کے اندر وہاں جانے کی تڑپ پیدا کر دیتا ہے.

واقعات و حرکات چاہے زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق رکھتی ہوں' ادیب انہیں

دلچسپ انداز میں پیش کرنا چاہتا ہے. ادیب اپنی تحریر میں جس قدر دلچسپی پیدا کرتا ہے وہ اسی قدر کامیاب تصور کیا جاتا ہے. مثال کے طور پر حج کا سفرنامہ لکھتے ہوئے ایک عام مؤلف حج کی تیاری کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے کہ :

> "میں نے حج کی تیاری کرتے ہوئے سب سے پہلے تصویر اتروائی تاکہ کاغذات کی تیاری کی جا سکے"

لیکن یہی بات ایک ادیبہ یوں لکھتی ہیں.

> "میں جب حج کے فارم پر لگانے کے لیے تصاویر اتروانے کیمرے کے سامنے بیٹھی تو مجھے کیمرے کے شیشہ میں کعبہ شریف نظر آیا' میں سراپا التجا بن گئی (دل میں کہنے لگی) میرے خدا تجھ تک پہنچے کے لئے یہ گنہگار حاضر ہے. میں تیری تخلیق ہوں اور تو "مجازی خدا" کی طرح میری صورت نہیں دیکھے گا. اگر میری سیرت میں کوئی ذرا سی بھی اچھائی ہے تو مجھے اپنے گھر ضرور بلانا"
>
> (ثریا جبین : "میں موت ڈھونڈتی ہوں زمین حجاز میں" بک کارنر جہلم ' اپریل ۱۹۸۰ء)

## مکالمہ

ادیب کا ایک اور رخ جس پر وہ توجہ دیتا ہے وہ مکالمہ ہے. دراصل مکالمے واقعات کے بیان میں جاذبیت پیدا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں جب ادیب اپنے خاص اسلوب سے قلم چلاتا ہے تو اس میں الفاظ کے چناؤ میں بھی جذباتیت اور انسانی جبلتوں کو شامل کر لیتا ہے.

مایہ ناز افسانہ نگار جناب ممتاز مفتی مشہور سفرنامۂ حج "لبیک" کا اہل ذوق نے مطالعہ کیا تو خوب داد دی. اس لئے کہ اس کے مکالمے جب دل کی دھڑکنوں کے ترجمان ہوں تو شمع توحید و رسالت کے پروانے اس روشنی کا طواف کرنے کو تڑپ اٹھتے ہیں' لیکن جب ادیب

اپنے قلم سے کعبہ شریف کو "کالا کوٹھا" لکھ جاتا ہے تو پھر اسے اپنوں اور پرایوں کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے.

## کردار نگاری' دائرہ عمل' ماحول

ایک ناول نگار ادیب اپنی تحریر کے کرداروں کو اتنا جاندار بنا کر پیش کرتا ہے کہ تحریر کے اختتام پر وہ کردار قاری کے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑ دیتے ہیں. چنانچہ مشہور ناول نگار نسیم حجازی اس میدان کے شہسوار ہیں۔ وہ یہ جب حرمین شریفین کی زیارت سے شرف ہوئے اور اپنا سفر نامہ "پاکستان سے دیار حرم تک" لکھا (جو قومی کتب خانہ لاہور سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا) تو اس میں ایک خاص اثر تھا۔ اس لئے کہ ناول نگار کی گھٹی میں یہ بات پڑ جاتی ہے کہ وہ کردار کے ساتھ ساتھ جغرافیائی اور تاریخی واقفیت کا ایک معیار پیش کرتا ہے. جغرافیائی اعتبار سے دنیا کا ہر مقام اور تاریخی اعتبار سے ہر دور اپنی انفرادی خصوصیت رکھتا ہے. پھر جبکہ ان تمام مقامات میں افضل ترین مقامات حرمین شریفین ہیں. اس لئے ایک ادیب ان مقدس مقامات کا سفر نامہ لکھتا ہے تو پڑھنے والے کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ خود ان تمام مقامات کی زیارت کر رہا ہے.

## فلسفۂ حیات' مقصدیت

ایک عام مصنف حرمین شریفین کا سفر نامہ لکھتا ہے تو وہ واقعاتی تذکرہ کرتا ہے۔ اپنے جذبات کو سادہ الفاظ میں بیان کر کے فارغ ہو جاتا ہے. لیکن محض جب ایک ادیب کا قلم الفاظ کے پیرے تراشتا ہے تو وہ اسے اس تحریر اور بیان کے مقصد اور حقیقت سے بھی آگاہ کرتا جاتا ہے۔ اور وہ قاری کو اصل منزل اور فلسفہ حیات سے بھی روشناس کراتا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جمرات پر کنکریاں مارنے کو ایک عام مصنف سادہ سے انداز میں لکھ دے گا' لیکن ایک ادیب اسی عمل کو اس طرح لکھتا ہے کہ جس سے جمرات کا فلسفہ دل میں نقش ہو جاتا ہے' جیسے ثریا جبین صاحبہ نے اپنے سفر نامے' میں موت ڈھونڈتی ہوں زمین

حجاز کے صفحہ ۲۹۹ میں لکھا ہے!

"شیطان کو ہم نے کنکریاں سڑک کی دوسری منزل سے ماریں' نچلی سڑک پر بھی بہت سے حاجی اس (شیطان) کا مزاج درست کر رہے تھے. شیطان کو کنکریاں مارتے ہوئے میں نے سوچا" کم بخت نہ تو آدم و حوا کو بہکاتا' نہ وہ دنیا میں بطور سزا آتے' نہ دنیا بنتی' نہ تو حضرات ابراہیمؑ کو بیٹے کی قربانی سے روکتا اور نہ آج تیری یہ درگت بنتی"

مسجد قبلتین کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک ادیب لکھتا ہے :

"آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ آیت مبارکہ نازل ہوئی' آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیجئے نماز ہی کی حالت آپ نے مع صحابہ کرام کعبہ کی طرف منہ کر لیا' اس لئے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین ہو گیا. یہاں نفل پڑھ کر دیر تک محراب مسجد کو تکتا رہا. ایک بار پھر یہ شعر کانوں میں گونجا"

شاید وہ مسجود محبت اسی راہ سے گزرا ہو
دو سجدے یہاں کر لوں' میں دو سجدے وہاں کر لوں

## اسلوب' انداز بیان

ایک ادیب کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ اس کی تحریر کا اسلوب انداز بیان انوکھا' دلچسپ اور خوبصورت ہو. اس لئے کہ روکھے پھیکے غیر دلکش انداز میں لکھی گئی تحریر کے باقی اجزا چاہے کتنے ہی عمدہ ہوں' لیکن قاری چند صفحات پڑھ کر اکتانے لگتا ہے.

اس کی ایک عمدہ مثال مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی ہے. مولانا پہلے افسانہ نگاری کا شوق بھی رکھتے تھے' چنانچہ ان کے اس دور کے افسانے نیاز فتحپوری کے رسالہ "نگار" میں شائع ہوتے رہے' لیکن جب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تربیت سے سرشار ہوئے تو پھر افسانے "افسانے" ہو کر رہ گئے.

لیکن ادب کی وہ چاشنی مولانا عبدالماجد دریابادی کی بعد میں لکھی گئی کتابوں میں

اہل ذوق کو بہت نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ حرمین شریفین کے سفرنامے میں مولانا عبدالماجد دریابادی کا سفرنامہ اردو ادب میں ایک اہم مقام رکھتا ہے جو کہ "نامی پریس لکھنؤ" سے "سفرنامہ حجاز" کے نام سے شائع ہوا۔

مولانا کا سفرنامہ ایک توازن و اعتدال کی عمدہ مثال ہے۔ مولانا چونکہ ایک صاحب قلم ادیب ہونے کے ساتھ ایک عالم باعمل اور صوفی کامل بھی تھے۔ اس لئے ان کی تحریر سہ آتشہ ہے۔ اس میں ادب کی چاشنی بھی ہے۔ اب عالم کا علم بھی ہے اور صوفی کامل کا ورع و تقویٰ بھی۔